بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نقشِ آغاز

قیامتِ صغریٰ بپا ہونے کو ہے اور ہم .....؟
افغانستان! ہوائے امن کا جھونکا

جب منزل متعین، نشانِ راہ واضح اور مقصد سے لگن ہو تو گردِ راہ سے چہرہ کے نقوش دھندلاتے نہیں بلکہ کچھ اور بھی دلکش اور حسین ہو جاتے ہیں، عشق کی سچائی، شوق کی شدت اور مقصدیت میں اخلاص ان نقوش کو تابناکی دیتا ہے۔ مراحل کی دقتیں، سنگ ہائے راہ سے زخمی ہونے والے پاؤں اور جبین خون آلود ہو کر جاذبیت اور کشش اپنے اندر پیدا کر لیتے ہیں اور پھر ایسے میں راہرو مشکلاتِ سفر سے گھبراتا نہیں یہ مشکلات شوق کو مہمیز لگاتی اور ذوقِ محبت کو جنون میں بدل دیا کرتی ہیں۔

ع کہتے ہیں جسے گل وہ جنوں کا لباس ہے۔

یہی نہیں دورانِ سفر اگر ساتھیوں کا ساتھ بھی نہ رہے تو بھی پائے استقلال میں لغزش نہیں آتی اور راہبر بھی اگر راہزن کا روپ دھارے اور قافلے کو لوٹنے، قتل و غارت پر اتر آئے تب بھی راہرو کے جذبات تلاطم خیز رہتے ہیں بلکہ یہی وقت ہوتا ہے کہ ایک طرف وہ یاس کے بھنور میں سے پھنس کر نکلتا ہے اور نکل کر پھنس جاتا ہے اور دوسری طرف امید و شوق اور زخم ہائے عشق کو زادِ راہ بناتا ہوا اپنے سفر پر گامزن رہتا ہے تا آنکہ منزل کو پالے یا جان جانِ آفریں کے سپرد کر دے۔

ع یا جاں رسد بجاناں یا جاں زتن بر آید

تاریخ کا طویل ترین سفر اپنے سنگ ہائے میل سے یہی ثابت کرتا ہے اور ہر مسافر کو اس کی خطرناکیوں سے آگاہ بھی ـــــ کہ چلنے والو! اس سفر کو اختیار کرنے سے پہلے غور و فکر کر لینا! نشیب و فراز، طمع و خوف، قید و بند اور موت و زیست کی کشمکش کے تمام مراحل سے گزرنا ہوگا۔ ٥

تاریخ کا یہ سفر کہتا ہے کہ تمہارا اٹھنے والا ہر قدم اپنے ساتھ ابتلاء و آزمائش لائے گا، مگر تاریخ یہ بھی بتاتی ہے کہ اس راہ کے مسافر ہر موڑ پر کشاں کشاں چلے۔ نہ انہوں نے تحسین و مرحبا کی صداؤں کی ضرورت محسوس کی اور نہ ہی ابتلاء و آزمائش کے مراحل سے ان کے قدم ڈگمگا سکے۔

آج ذرا اپنے گرد و پیش کو دیکھئے، کراچی سے درۂ خیبر تک، ملاکنڈ، باجوڑ، کشمیر سے بوسنیا اور تاجکستان تک

بھرپور نظر دوڑائیے اپنی ذات سے لے کر اقوامِ عالم کا جائزہ لیجئے کہ وہ کیا منظر پیش کرتا ہے۔ ہر سُو خون آلود مناظر ہیں۔ جنگ اور صرف جنگ، تباہی اور صرف تباہی، تخریب اور صرف تخریب۔

امن کے لیے جنگ ناگزیر ہے۔ بغیر جنگ کے امن، ذلّت وشکست اور نامرادی کو مقدر کرنا ہے۔ تعمیر کے لیے تخریب لازمی ہے لیکن تعمیر سے صرفِ نظر کر کے تخریب کیے جانا ہولناک تباہی کی طرف بڑھنا ہے اور تعمیر بغیر تخریب کے ایسی بلند و بالا عمارت ہے جس کی بنیاد نہ زمین کے نیچے نہ اُوپر۔

آج پوری دنیا اسی غلط روش کو اپنائے ہوئے ہے ہر فرد اپنے اپنے مسائل کی گٹھڑی اٹھائے اندھا دھند دوڑ رہا ہے کسی سے ٹکراتا ہے کسی سے الجھتا ہے، کسی پر وار کرتا ہے، کسی کا وار سہتا ہے لیکن نہ منزل کا تعین ہے اور نہ سفر کا زادِ راہ نہ راستہ کا علم ہے۔ ایسے میں سوائے تباہی و بربادی اور مایوسی و لاچاری کے اور کیا ملے گا ؟

ملّتِ اسلامیہ پاکستان کی ڈوبتی ناؤ کو اس بھنور سے نکالنے کے لیے منزل کا تعین اور راہبر کی تلاش ازبس ضروری ہے! اپنے جذبات، جوش وخروش اپنی امیدیں اپنی امنگیں اپنے ولولے اور اپنا جسم و خون ــــ ان سبھی توانائیوں کو اسلامی تعلیمات، اسلامی ہدایات، اسوۂ حسنہ اور خالصتہً اسلامی سیاسیات کے تابع کرنے کا نام منزل کا تعین اور زادِ راہ ہے۔

سرخ بتیاں خطرے کا الارم کراچی کی حالت زار، مالاکنڈ اور باجوڑ میں شریعت کے متوالے خونِ شہادت سے لالہ زار، سینکڑوں افراد لاپتہ، بیسیوں مکانات مسمار، پنجاب میں فرقہ واریت کی نئی لہر، مساجد میں بموں کے دھماکے، زخمیوں سے بھری ایمبولینسیں لاشوں سے لدے ٹرک اور ٹرالیاں، ہر طرف گولیوں کی تڑ اخ پٹاخ، پاکستان کے ایک کونے میں سرکاری فورسز کا تاہنوز جاری آپریشن توپوں کی گھن گرج سے لرزتا ہوا ماحول ــــ یہ تو وہ صورتِ حال ہے جو پاکستان کے بیشتر افراد اپنے سر کی آنکھوں سے ماضی قریب سے دیکھ رہے ہیں ــــ اور اس کا دوسرا منظر ریڈیو ٹیلی ویژن، ڈش انٹینا، ویڈیو کیسٹیں اور اخبارات کے ذریعے عوام وخواص تک پہنچنے والی آنکھوں سے دیکھی جانے والی تصاویر اور ٹیلی ویژن کی شرمناک نشریات اور عریاں مناظر کا ہے جسے کروڑوں پاکستانی بچے، بچیاں اور مرد و خواتین صبح وشام دیکھتے ہیں۔

تیسرا پہلو یہ ہے کہ مقبوضہ کشمیر، تاجکستان، بھارت، فلسطین، بوسنیا اور کراچی کے المناک اور اندوھناک مناظر نے اعصابی تناؤ اور فکری امراض کے سیلاب بلاخیز نے جوانوں میں فکر و عمل کے سوتوں کو منجمد کر دیا ہے وہ صبح وشام اخبارات میں پڑھتے، ریڈیو سے سنتے اور ٹی وی پر دیکھتے ہیں کہ ہمیں

ہم گزر رہے ہیں کہیں لاشوں کے ٹکڑے بکھرنے کی تفصیلات ہیں اور کہیں ایسی بستیوں کا تذکرہ جو کل آباد تھیں اور آج قبرستان بنی ہوئی ہیں ۔

چوتھا پہلو عالمی نشریات کا یہ ہے کہ بس ابھی ایک بڑا کائناتی تصادم ہونے والا ہے پھر سے کویت عراق سعودی عرب اور امریکی جنگ چھڑنے والی ہے اسرائیل نے تباہی مچا دینی ہے بھارت یلغار کرنے والا ہے کراچی علیحدہ ملک بننے والا ہے امریکی فوجی پاکستان کی سرحد پر پہنچ چکے ہیں پاکستان کو تاراج کرنے والے ہیں روزانہ کے معمول کے چھوٹے تصادموں اور جزئیات اور معمولی واقعات کو سنسنی خیز انقلابات بنا کر ہر لمحہ ایسی صورت موجود اور خطرناک سے خطرناک تر ہوتے چلے جانے کی شکل میں سامنے آ رہی ہے کہ بس ابھی جنگ شروع ہوئی اور دیکھتے ہی دیکھتے عالمگیر ایٹمی جنگ کی صورت اختیار کر گئی جس سے دنیا کی موجود بیشتر آبادیاں اور ممالک نیست و نابود ہو جائیں گے ن کے جغرافیے بدل جائیں گے مصنوعات اور تعمیرات ختم ہو جائیں گے اور بہت سی اقوام کا نام و نشان صفحہ ہستی سے مٹ جائے گا نفسیاتی طور پر ناظرین اس سے متاثر ہوتے ہیں، جذبہ عمل، کام کی لگن اور آگے بڑھنے کا شوق مجروح ہوتا اور اقدام و مسابقت کی صلاحتیں معدوم ہوتی جارہی ہیں ۔

یہ سب کچھ بہت دنوں سے ہم اور آپ دیکھ رہے ہیں، سن رہے ہیں اور پڑھ رہے ہیں اور اس پر مجالس میں اور انفرادی ملاقاتوں میں سراہے، فکرمندی کے انداز سے کچھ گفتگوئیں اور باتیں بھی کر لیتے ہیں ۔ لیکن اس سب کچھ کے باوجود ہماری فکری سوچ و بچار میں، اعمال و کردار میں، اخلاق و عادات میں، سیاسی جوڑ توڑ میں، دوستیوں اور دشمنیوں کے انداز میں کوئی تبدیلی واقع ہو رہی ہے ؟

کیا ہم اور آپ اس طرح بھی سوچتے ہیں کہ مملکتِ عزیز کا آدھا حصہ ہماری نااہلی کی وجہ سے ہم گنوا بیٹھے ہیں، سیاست دانوں کی دھینگا مشتی سے مختصر مختصر مدت میں کتنے سیاسی انقلابات نے ملک کی عزت و وقار، معیشت اور سالمیت کو کتنا کتنا نقصان پہنچایا ہے گزشتہ دو سال سے اہل کراچی پر جو قیامتیں ٹوٹ رہی ہیں اور جس کا سلسلہ ابھی تک جاری ہے وہ کونسے اعمال بد کا نتیجہ ہے، مالاکنڈ اور باجوڑ میں سینکڑوں محبان شریعت کو شہید کر دیا گیا ہے پنجاب فتنہ واریت کے دہانے پر کھڑا ہے آنے والے کل میں کیا کچھ ہوگا ؟ اور ہم اور آپ اس سے کس حد تک متاثر ہوں گے ؟

اگر ہم میں سے کسی نے اس انداز سے سوچا ہے تو ہم کس نتیجہ پر پہنچے ہیں ؟ اور ہمارے فکر و نظر، اعمال و اخلاق، تعلقات و معاملات، مشاغل و دلچسپیوں میں کوئی تبدیلی واقع ہوئی ؟ کیا ہم نے خطرات کے اس